مولانا محمد وارث کامل مرحوم

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

مولانا محمد وارث کامل مرحوم کہنہ مشق لکھاری تھے۔ اُنہوں نے بے شمار موضوعات پر لکھا اور بے پناہ لکھا۔ زیرِ نظر مضمون اگرچہ مطبوعہ ہے مگر اس کی افادیت ہمیشہ کے لئے ہے۔
ہمارے کرم فرما محترم عزیز الرحمٰن لدھیانوی بن ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی مرحوم (شیخوپورہ) نے اسے نقل کر کے افادہ عام کے لئے نقیبِ ختمِ نبوت میں اشاعت کی غرض سے ارسال کیا ہے۔ جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ (ادارہ)

نام و نسب

آپ کا اسم شریف عبادہ۔ کنیت ابوالولید۔ خاندان سالم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندان بھی قبیلہ خزرج کی کڑی بیان کیا جاتا ہے۔ (ابن سعد ج ۳ ق ۲ ص ۹۳)

پورا نسب نامہ یہ ہے۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن احرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج۔ (ایضاً)

آپ کی والدہ کا نام قرۃ العین تھا۔ اور یہ عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان کی دختر نیک اختر تھیں۔ (ایضاً)

قبا سے ملحق مدینہ منورہ کے مغربی پہلو بنو سالم کا خاندان سکونت پذیر تھا۔ اس خاندان کے قلعے بھی تھے۔ جن کو اطم قوافل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبادہؓ بن صامت کا دولت خانہ بھی مدینہ سے باہر واقع تھا۔

اعلانِ اسلام:۔

اُٹھتی جوانی کے عالم میں مکہ سے اسلام کی قدوسی صدائیں سُنیں۔ آپ نے عقبہ اولیٰ میں چھے انصار کی معیت میں اسلام قبول کیا۔ بعض کے نزدیک عقبہ ثانی میں انکا قبولِ اسلام ثابت ہوتا ہے۔ یوں آپ اس وفد کے ہمراہ بھی مکہ معظمہ تشریف لے گئے جو ۷۲ انصار پر مشتمل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاندان قوافل کا نقیب متعین کیا تھا۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۱۷۲) (زرقانی ج ۱ ص ۳۶۱) (مُسند احمد ج ۵ ص ۳۲۲)

بہر کیف آپ صحابہ انصار میں سلسلہ قبولِ اسلام میں اولیت کا درجہ رکھتے ہیں۔

مواخات:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا برادرانہ رشتہ حضرت ابو مرثد غنویؓ کے ساتھ قائم کیا تھا۔ حضرت ابو مرثدؓ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے۔ اس سے ان کی خاندانی وجاہت اور پھر اس نسبت سے عبادہ بن صامتؓ کے بلند مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

تبلیغِ اسلام:۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے قبولِ اسلام کے بعد فریضہ تبلیغ بھی نہایت گرم جوشی سے ادا کیا جب آپ

اعلانِ اسلام کے بعد واپس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے اپنی والدہ ماجدہ قرۃ العینؓ کو اسلام کی تبلیغ کی ان کی قسمت میں یہ سعادت تھی فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں۔ ان کے ایک دوست کعب بن عجرہؓ تھے جو ایک سابت نامی بُت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ تو تھے ہی نشۂ اسلام میں چُور۔ ان کے گھر جا گھسے اور بُت کو چکنا چور کر دیا کعب بن عجرہؓ بجائے اس کے اپنے دوست کی زیادتی پر برہم ہوتے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ تبلیغ اسلام کا یہ کارنامہ کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک عبرت کا سبق ہے۔ ایک پرجوش صحابی جسے ابھی پوری طرح اسلامی تعلیمات سے آگاہی بھی نہ تھی محض اخلاص کے بل بوتے پر زبردست مہم سر کر لیتا ہے۔

یا اولیٰ البصار! (زرقانی ج ۱ ص ۲۶۱)

غزوات:۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے سن ۲ھ غزوۂ بدر میں شرکت کی اور اپنی دلیری کے جوہر دکھائے۔ جب اس سال عبداللہ بن اُبی کی سازش سے بنو قینقاع کا قبیلہ سر کشی پر آمادہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شہر بدر کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ یہ کام حضرت عبادہ بن صامتؓ کے سپرد ہوا تھا۔ کیونکہ انہوں نے ان قدیم تعلقات جو حلف کی بنا پر قائم تھے ختم کر دیئے تھے۔ (۔ابن سعد ج ۲ ص ۲۰)

حضرت عبادہ بن صامتؓ خندق اور دیگر غزواتِ عہد نبوت میں شریک ہوئے تھے۔ بعیت رضوان میں بھی اُن کی شمولیت پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے۔ (ابن سعد ج ۳ ص ۹۴ ج ۵ ص ۳۱۹)

عہدِ صدیقیؓ میں مہمات شام و عراق کا سلسلہ شروع ہوا۔ ان میں بھی شمولیت کی سعادت سے محروم نہیں رہے۔ عہد فاروقی میں فتح مصر کا اہم واقعہ درپیش تھا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے امیر المومنین عمر فاروقؓ سے مزید کمک کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے چار ہزار افراد کی ایک فوج روانہ کی جس میں ایک ہزار سپاہیوں پر عبادہ بن صامتؓ افسر مقرر تھے۔ ساتھ یہ بھی تحریر کیا کہ ان افسروں میں ہر افسر ہزار اشخاص کے مساوی ہے۔ جب یہ امدادی فوج حدود مصر میں داخل ہوئی تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے سب کو مجتمع کر کے ایک تقریر کی حضرت عبادہ بن صامتؓ کو پاس بلا کر ان کے نیزے پر اپنا عمامہ نصب کیا اور کہا کہ یہ سپہ سالار کا پرچم ہے۔ آج آپ ہی سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیں گے۔ پہلی ہی بار کے حملے میں شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۱۵۰)

ملکی اور سیاسی معاملات:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام میں عاملین صدقات کا تقرر کیا تھا اور ان کو عرب کے مختلف علاقوں میں روانہ فرمانے کا بندوبست کیا تھا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو بھی ایک مقام کا عامل مقرر کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ ہدایات دی تھیں۔ خوف خدا کرنا، کہیں ایسا نہ ہو قیامت کے روز چوپائے داد خواہی کے لئے آئیں۔ اس پر حضرت عبادہؓ نے عرض کیا قسم بخدا! میں تو دو آدمیوں پر بھی عامل بننے کی آرزو نہیں رکھتا۔ عہد فاروقیؓ میں آپ کو عہدہ قضا سپرد کیا گیا تھا۔ فلسطین کے تمام مقدمات آپ کے پاس آتے تھے۔ اُس زمانہ میں یہ علاقہ خلیفۂ راشد سیدنا امیر معاویہؓ کے زیر عمل تھا۔ فلسطین کی قضا کا یہ پہلا منصب تھا جو حضرت

عبادہؓ کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس لئے اسے امتیازی خصوصیت کہا جا سکتا ہے۔ انہیں ایام میں امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراحؓ شام کے امیر تھے۔ اُنہوں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کو حمص میں اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ حضرت عبادہؓ نے اس قائم مقامی کے زمانہ میں لاذقیہ کی مہم سر کی۔ اس موقعہ پر آپ نے ایک خاص ایجاد کی تھی۔ اور وہ یہ کہ گہرے گڑھے کھدوائے تھے جن میں ایک سوار مع اپنے گھوڑے کے روپوش ہو سکتا تھا۔ بعد میں اس فوجی ایجاد سے دیگر اقوام نے بھی فائدہ اٹھایا۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ نے بھی اس سکیم پر عمل کیا۔ (فتوح البلدان ص ۱۲۹)

انتقال :۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ آخیر عمر تک ملک شام ہی میں مقیم رہے۔ آخر ۳۴ھ میں دنیا سے روانگی کا وقت آگیا۔ عمر کوئی ۷۲ سال کی ہوئی۔ انتقال سے قبل تھوڑے دن بیماری کی تکلیف بھی برداشت کی۔ ان ایام میں لوگ بیمار پرسی کے لئے آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شداد بن اوسؓ کچھ آدمیوں سمیت آپکی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ سے کیفیت مزاج دریافت کی فرمایا اللہ کا فضل ہے۔ بہتر ہوں۔

ارتحال پُرملال سے قبل آپ کے فرزند نے وصیت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا مجھے ذرا سہارا دے کر بیٹھ جانے دو۔ بیٹے نے بٹھایا تو بولے۔ بیٹا راضی بہ رضائے الٰہی رہنا۔ ورنہ ایمان خطرہ میں ہے۔ اس مرض موت میں آپ کے شاگرد عبدالرحمٰن بن عیلہ صنابحیؒ حاضر ہوئے۔ اپنے شفیق استاد کو اس عالم میں دیکھ کر دل بھر آیا۔ اور چیخ نکل گئی۔ آپ نے اسے تسلی دی۔ صنابحیؒ! میں تو آرام میں ہوں۔ مجھے تکلیف نہیں۔ اگر تمہیں شفاعت کی ضرورت ہو گی تو شفاعت بھی کراؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جتنی ضروری احادیث تھیں میں تم لوگوں کو سنا چکا ہوں۔ ہاں ایک حدیث باقی رہ گئی تھی۔ لو اب وہ بھی سُن لو۔ حدیث کے بیان کے بعد ہی آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حلیہ :۔

دراز قامت، دوہرے جسم کے تھے۔ نہایت حسین اور جمیل صحابی تھے۔

اولاد :۔

آپ کے تین فرزند لید عبداللہ اور داؤد تھے۔

علمی فضیلت :۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے عہد نبوت میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ قرأت قرآن میں ان کا خاص مقام تھا۔ اصحاب صفہ کے لئے جو ادارہ تعلیم قائم ہوا تھا وہ آپ ہی کی سرپرستی میں تھا۔ اصحاب صفہ ان سے قرآن بھی پڑھتے تھے۔ اور کتابت بھی سیکھتے تھے۔ بہت سے صحابہ کبار اس درس گاہ کے فارغ التحصیل تھے۔